

اچھی تربیت کے لئے نصیحتوں کا مدنی گلدستہ

وَصَایَا اِمَامِ اَعْظَم

ترجمہ بنام

اِمامِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وصیتیں

امام الائمہ، سراج الامہ

امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ

اَلْمُتَوَفّٰی ۱۵۰ھ



مکتبۃ المدینہ

SC1288

اچھی تربیت کے لئے نصیحتوں کا مدنی گلدستہ

وَصایا اِمامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ بنام

امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں

امام الائمہ، سراج الأمہ

امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْمُتَوَفّٰی ۱۵۰ھ

پیشکش: مجلس المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ تراجم کتب

ناشر

مکتبة المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

نام کتاب	:	وَصَایَااِمَامِ اَعۡظَم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ
ترجمہ	:	امامِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وصیتیں
مصنف	:	امام الائمہ امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ
مترجمین	:	مدنی علماء (شعبہ تراجمِ کتب)
سن طباعت	:	۹ ربیع النور ۱۴۳۰ ھ۔بمطابق 17 مارچ 2009ء

تصدیق نامہ

تاریخ: ۹ ربیع النور ۱۴۳۰ ھ

حوالہ نمبر: ۱۵۶

الحمد للّٰہ رب العٰلمین و الصلٰوۃ و السلام علٰی سید المرسلین وعلی اٰلہ واصحا بہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ''وَصَایَا اِمَامِ اَعۡظَم'' کے ترجمہ

''امامِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وصیتیں''

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِثانی کی کوشش کی گئی ہے۔مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

07 - 03 - 2009

پہلے اِسے پڑھئے!

اِمام الائمہ، سراج الاُمّہ حضرت سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں کو انتہائی مفید نصیحتیں فرمائیں جو مختلف کتب میں بکھری ہوئی تھیں۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! **مجلس المدینۃ العلمیۃ** کے حکم پر **شعبہ تراجمِ کتب** کے **مدنی علماء** کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے انتھک کوشش سے ان نصیحتوں کو یکجا کر کے ان کا اُردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہ رسالہ حضرتِ سیّدُنا **امام ابو یوسف**، حضرتِ سیّدُنا **یوسف بن خالد بصری**، امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادے حضرتِ سیّدُنا **حماد**، حضرتِ سیّدُنا **نوح بن ابی مریم** رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ **اکابر تلامذہ** کو، کی گئی نصیحتوں پر مشتمل ہے جو انسان کی ظاہری و باطنی درستی کے لئے انتہائی مفید ہیں۔ اس میں اصلاح کے بے شمار مدنی پھول ہیں۔ **مثلاً اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا، عوام و خواص کی امانتیں ادا کرنا، انہیں نصیحت کرنا، بادشاہِ وقت کے سامنے بھی حق بیان کرنا، زیادہ ہنسنے سے بچنا، تلاوتِ قرآنِ پاک کی پابندی کرنا اور اپنے پڑوسی کی پردہ پوشی کرنا وغیرہ۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول "**المدینۃ العلمیۃ**" کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)

فہرست



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

(۱)......امامِ ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نصیحتیں

بادشاہوں سے میل جول میں احتیاطیں:

﴿1﴾......اے یعقوب(۱)! بادشاہ کی عزت وتوقیر کرنا۔اس کے منصب کی عظمت کا لحاظ رکھنا اوراس کے سامنے جھوٹ بولنے سے اجتناب کرنا۔

﴿2﴾......جب تک بادشاہ سے تجھے کوئی علمی حاجت درپیش نہ ہو بلاضرورت اس کے دربار میں نہ جانا کیونکہ اگرتو اس کے ساتھ زیادہ میل جول رکھے گا تو وہ تجھے ہلکا اور حقیر جاننے لگے گا اور تیری قدرومنزلت اس کی نظر میں کم ہو جائے گی۔اس لئے بادشاہ سے آگ جیسا برتاؤ کر کہ دُور رہ کراس سے نفع حاصل کر اور جس طرح جلنے اور تکلیف میں مبتلا ہونے کے ڈر سے آگ کے قریب کوئی نہیں جاتا اسی طرح بادشاہ کے قریب جانے سے بھی کتراتے رہنا اوراس کی ایذاء سے خود کو بچاتے رہنا کیونکہ وہ اپنے علاوہ کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔

﴿3﴾......بادشاہ کے سامنے کثرتِ کلام سے گُریز کرنا کیونکہ وہ اپنے مصاحبوں اور

......امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام یعقوب ہے مگر اپنی کنیت ابو یوسف سے مشہور ہیں۔علمیہ

درباریوں کے سامنے تجھ پراپنے علم کی برتری جتانے کے لئے تمہاری باتوں پر پکڑ کرے گا اورتمہاری غلطیاں نکالے گا جس کی وجہ سے تم لوگوں میں ذلیل ہو جاؤ گے۔

﴿4﴾......اس بات کا خیال رکھنا کہ جب تم بادشاہ کے دربار میں جاؤ تو وہ تمہارے اور عام لوگوں کے مقام ومرتبہ میں فرق پہچانتا اوراس کا لحاظ کرتا ہو۔

﴿5﴾...... بادشاہ کے پاس جاتے ہوئے اس بات کالحاظ رکھنا کہ اس کے دربار میں ایسے اہلِ علم حضرات موجود نہ ہوں جن کے علمی مقام کی تمہیں خبر نہ ہو کیونکہ ایسی صورتِ حال میں خدشہ ہے کہ تمہیں ان سے زیادہ عزت ومقام بخشا جائے حالانکہ وہ تم سے زیادہ علم والے ہوں تو یہ بات تمہیں نقصان دے گی یا ہوسکتا ہے تمہارا مقام ومرتبہ کم کردیا جائے حالانکہ تم علم میں ان سے بڑھ کر ہو۔تو اس وجہ سے تم بادشاہ کی نظر سے گر جاؤ گے۔

﴿6﴾...... جب تمہیں کوئی شاہی عہدہ پیش کیا جائے تو اس وقت تک قبول نہ کرنا جب تک تم یہ نہ جان لو کہ بادشاہ علم اور فیصلوں میں تمہارے مسلک ومذہب سے راضی ہے تاکہ حکومتی معاملات میں کسی دوسرے کے مسلک کی طرف رجوع نہ کرنا پڑے۔

﴿7﴾...... بادشاہ کے مصاحبین ومحافظین سے ہرگز تعلقات قائم نہ کرنا بلکہ صرف بادشاہ سے تعلق رکھنا۔

﴿8﴾......اس کے مصاحبین سے دور رہنا تاکہ تمہارا جاہ وجلال باقی رہے۔

﴿9﴾......عوام کے سامنے اتنی ہی بات کرنا جتنی تم سے پوچھی جائے۔

دُنیوی گفتگو سے بچنے کی نصیحت:

﴿10﴾...... ہمیشہ علمی بات کرنا، دنیوی معاملات وتجارت کے بارے میں گفتگو سے اجتناب کرنا کیونکہ اس سے نقصان یہ ہوگا کہ لوگ مال کی طرف تمہاری رغبت دیکھ کر تم پر رشوت کے لین دین کی بدگمانی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

﴿11﴾...... عام لوگوں کے درمیان بیٹھو تو ہنسی مذاق سے احتراز کرنا۔

﴿12﴾...... بلاضرورت بازار میں زیادہ آنے جانے سے بچنا۔

اَمْرَدوں سے بچنے کی نصیحت:

﴿13﴾...... امردوں (یعنی جن لڑکوں کو دیکھ کر شہوت آئے اُن) سے گفتگو نہ کرنا کیونکہ وہ فتنے کا باعث ہیں۔ چھوٹے بچوں کے ساتھ گفتگو کرنے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے میں حرج نہیں۔

بڑوں کا ادب کرنے کی نصیحت:

﴿14﴾...... غیر عالم بوڑھوں کے ساتھ راستوں کے درمیان نہ چلنا کیونکہ اگر تو نے اُن کو مقدَّم کیا تو تیرے علمی مقام کو عیب لگے گا اور اگر ان سے آگے چلا تو تجھ پر عیب لگے گا کہ تو نے ان کا احترام نہیں کیا حالانکہ حضور پرنور، شافعِ یومُ النشور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو ہمارے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا

وہ ہم میں سے نہیں۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، ماجاء فی رحمۃ الصبیان، الحدیث:۱۹۱۹،ص ۱۸۴۵، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)

راستوں اور مساجد میں کھانے سے پرہیز:

﴿15﴾......راستوں میں مت بیٹھنا،ضرورت ہو تو مسجد میں بیٹھ جانا۔

﴿16﴾......بازاروں اور مسجدوں میں نہ کھانا پینا، نہ ہی دکانوں پر بیٹھنا۔

﴿17﴾......سبیلوں اور ان پر پانی پلانے والوں سے پانی نہ پینا (کہ وہ عالم اور جاہل میں فرق نہیں کرتے)۔

﴿18﴾......ریشم اور زیور (سونے کی انگوٹھی، لاکٹ وغیرہ) اور کسی قسم کا سِلک (یعنی ریشم) نہ پہننا کیونکہ اس کا استعمال تجھے تکبر میں مبتلا کر دے گا۔

ازدواجی زندگی کے آداب:

﴿19﴾......اپنی شریکِ حیات سے بستر میں زیادہ گفتگو نہ کرنا، بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت بات پر ہی اکتفاء کرنا۔(۱)

﴿20﴾......عورت سے زیادہ جماع کرنے اور اس کو زیادہ چھونے سے اجتناب کرنا۔

---

(۱)......اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''مَشْعَلَۃُ الْاِرْشَاد فِیْ حُقُوْقِ الْاَوْلَاد'' میں فرماتے ہیں: ''(دورانِ جماع) زیادہ باتیں نہ کرے کہ (بیٹے کے) گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج ۲۴، ص ۴۵۲، رضا فاؤنڈیشن لاھور)

﴿21﴾......جماع سے قبل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنا پھر اس سے ہم بستری کرنا۔

﴿22﴾......اپنی بیوی کے سامنے دوسروں کی عورتوں اور نوکرانیوں کا ذکر نہ کرنا کیونکہ اس طرح وہ تجھ سے بے پرواہ ہو جائے گی۔ اور ہو سکتا ہے کہ جب تو اس کے سامنے دوسری عورتوں کا تذکرہ کرے تو وہ بھی تجھ سے دوسرے مردوں کا ذکر کرنے لگے۔

﴿23﴾......اگر ہو سکے تو ایسی عورت سے شادی نہ کرنا جو بیوہ ہو یا جس کے ماں باپ ہوں یا جس کی پہلے سے اولاد ہو اور اگر ایسی عورت سے نکاح کرنا پڑے تو یہ شرط رکھ لینا کہ اس کے قریبی رشتے دار اس سے (بکثرت) نہیں ملیں گے۔

﴿24﴾......اگر عورت مال دار ہوئی تو اس کا باپ دعویٰ کرے گا کہ تیری بیوی کے پاس موجود مال میرا ہے میں نے اسے عاریتاً دیا تھا (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم ہمارے ٹکڑوں پر پل رہے ہو اور یہ بات تمہیں ناگوار گزرے گی)۔

﴿25﴾......جس قدر ممکن ہو اپنے سُسرال جانے سے احتراز کرنا۔

﴿26﴾......ہرگز گھر داماد بننے (یعنی سُسرال کے ہاں رہنے) پر راضی نہ ہونا اس لئے کہ اگر تو اُن کے پاس رہنے لگا تو وہ مال کی لالچ میں تجھ سے تیرا مال لے لیں گے اور اس کا دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ تیری بیوی تیرے اَخلاق و عادات میں نہ ڈھل سکے گی۔

﴿27﴾......اولاد والی عورت سے نکاح نہ کرنا کیونکہ وہ اپنا سارا مال ان کے لئے جمع کرر کھے گی اور چونکہ اس کو اپنی اولاد تجھ سے زیادہ عزیز ہوگی جس کی وجہ سے وہ تیرا مال

چراچرا کران پر خرچ کرے گی۔

﴾28﴿......ایک گھر میں دو بیویوں کو جمع کرنے سے گریز کرنا۔

﴾29﴿......نکاح سے پہلے اس بات کی مکمل طور پر تسلّی کر لینا کہ تم اپنی بیوی کی تمام حاجات وضروریات پوری کر سکتے ہو۔

پہلے علم دین حاصل کرنا:

﴾30﴿......اس بات کا خیال رکھنا کہ پہلے علمِ دین حاصل کرنا پھر کسبِ حلال سے مال جمع کرنا اس کے بعد نکاح کرنا اور اگر تو دورانِ طالب علمی مال کی طلب میں مشغول ہو گیا تو علمِ دین حاصل نہ کر سکے گا اور مال تجھے لونڈیاں اور خُدَّام خریدنے پر آمادہ کرے گا اور یوں تو دنیا میں مشغول ہو جائے گا۔ زمانۂ طالبِ علمی میں اس بات کا بھی لحاظ رکھنا کہ دل میں ہرگز عورتوں کی رغبت پیدا نہ ہو کہ یوں تیرا وقت ضائع ہو گا اور تیرے اہل وعیال کثیر ہو جائیں گے اور تو ان کی ضروریات پوری کرنے میں مشغول ہو کر علمِ دین اور مال دونوں سے رہ جائے گا۔

جوانی میں حصولِ علم کی نصیحت:

﴾31﴿......ایسے وقت میں طلبِ علم میں مشغول ہو جبکہ تیرے جوانی کے ابتدائی ایام ہوں اور تیرا دل دُنیوی معاملات سے فارغ ہو۔ اس کے بعد کسبِ حلال کرنا تاکہ

تیرے پاس کچھ مال جمع ہو جائے (اور نکاح سے پہلے طلبِ علم کی ضرورت اس لئے ہے) کیونکہ اہل وعیال کی کثرت دل کی تشویش کا باعث بنتی ہے اور جب تیرے پاس بقدرِ ضرورت مال جمع ہو جائے تو نکاح کر لینا اور اپنی بیوی کے ساتھ اسی طرح زندگی بسر کرنا جس طرح میں نے تجھے بتایا ہے۔

﴿32﴾......خوفِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ اور تقویٰ، امانتوں کی ادائیگی اور عوام وخواص کی خیر خواہی کو اپنے اوپر لازم کر لینا۔

حسنِ معاشرت کی نصیحت:

﴿33﴾......لوگوں کو اپنے سے کمتر اور حقیر نہ جاننا بلکہ ان کی عزّتِ نفس کا لحاظ رکھنا اور ان سے زیادہ میل جول بھی نہ رکھنا اور جو لوگ خود تجھ سے میل جول رکھنا چاہیں ان کو دینی مسائل سے آگاہ کرنا تا کہ ان میں سے علم کا ذوق رکھنے والا طلبِ علم میں مشغول ہو جائے اور جو علم سے دلچسپی نہیں رکھتا وہ ناراض ہوئے بغیر تجھ سے دور ہو جائے۔

مسئلہ بیان کرنے میں احتیاط کرنا:

﴿34﴾......عوامُ النّاس کو دینی باتیں علمِ کلام کے انداز میں نہ بیان کرنا کیونکہ لوگ تمہاری تقلید کریں گے اور علمِ کلام میں مشغول ہو جائیں گے۔

﴿35﴾......جب کوئی تجھ سے مسئلہ دریافت کرنے آئے تو اسے صرف اس کے سوال

کا جواب دینا اور اس میں ایسی زیادتی نہ کرنا جو اسے اصل جواب سمجھنے میں دشواری پیدا کرے۔

حصولِ علم پر استقامت کی نصیحت:

﴿36﴾......اگر تم خوراک اور کسبِ معاش کے بغیر دس سال بھی زندہ رہ سکو تب بھی علمِ دین سے دُوری اختیار نہ کرنا کیونکہ اگر تم نے علمِ دین سے منہ موڑا تو تمہاری معیشت تنگ ہو جائے گی۔ جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا (پ ۱۶، طٰـہٰ: ۱۲۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے۔

طَلَبہ کی خیرخواہی کی نصیحت:

﴿37﴾......جو لوگ تجھ سے علمِ فقہ حاصل کریں ان پر پوری توجہ دینا اور ان سب کے ساتھ بیٹوں جیسا سلوک کرنا تاکہ ان کی علم میں رغبت مزید بڑھے۔

جھگڑالوں سے نہ اُلجھنا:

﴿38﴾......اگر کوئی بازاری یا عام شخص تجھ سے جھگڑا کرے تو ان سے نہ جھگڑنا بلکہ عفوو درگزر سے کام لینا کیونکہ اگر تو ان سے جھگڑا کرے گا تو لوگوں کی نظروں میں تیری عزت کم ہو جائے گی۔

بیانِ حق میں نڈر ہونے کی نصیحت:

﴿39﴾......حق بیان کرنے میں کسی کے رُعب میں نہ آنا اگرچہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔

﴿40﴾......اپنے آپ کو دیگر لوگوں سے زیادہ عبادت میں مشغول رکھنا کیونکہ جب عام لوگ تجھے اپنی عبادات سے زیادہ نیکیوں پر متوجہ ہوتا نہ پائیں گے تو وہ تیرے بارے میں برا گمان کریں گے اور سمجھیں گے کہ عبادت میں تیری دلچسپی کم ہے۔ نیز وہ یہ گمان کریں گے کہ تیرے علم نے تجھے اتنا ہی نفع دیا جتنا نفع اُنہیں اُن کی جہالت نے دیا۔

اہل علم کا ادب کرنا:

﴿41﴾...... جب تو اہلِ علم کے شہر میں داخل ہو تو اپنے علم کو (جاہ ومنصب کے) لئے مت اختیار کرنا بلکہ وہاں ایک عام شہری کی طرح رہنا تاکہ وہ جان لیں کہ تیرا مقصد اُن کی عظمت و بزرگی کو لوگوں کی نظر میں کم کرنا نہیں ورنہ وہ سب کے سب تیرے مقابلے میں آجائیں گے اور تیرے مذہب پر طعن کریں گے اور عام لوگ بھی تیرے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے اور تجھے (تیز) نظروں سے دیکھیں گے اور تو ان کے نزدیک خواہ مخواہ ذلیل ہو جائے گا۔

علماء سے گفتگو کے آداب:

﴿42﴾...... (اہلِ علم کی موجودگی میں) فتویٰ نہ دینا اگرچہ وہ تجھ سے مسائل میں فتویٰ

طلب کریں اور نہ ہی ان سے بحث ومباحثہ کرنا۔

﴿43﴾......ان اہلِ علم کے سامنے بغیر کسی واضح دلیل کے کوئی بات بیان نہ کرنا۔

کسی کے بڑوں کو برا کہنے سے بچنا:

﴿44﴾......اہلِ علم کے اساتذہ کو برا بھلا نہ کہنا ورنہ وہ تجھے لعن طعن کریں گے۔ جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ''**وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍؕ** (پ۷،الانعام:۱۰۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کرینگے زیادتی اور جہالت سے۔''(1)

﴿45﴾......لوگوں سے محتاط رہنا (یعنی کسی سے دھوکا نہ کھانا)۔

1...... خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل، سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''قتادہ کا قول ہے کہ مسلمان کفار کے بتوں کی برائی کیا کرتے تھے تاکہ کفار کی نصیحت ہو اور وہ بت پرستی کے عیب سے باخبر ہوں مگر ان ناخدا شناس جاہلوں نے بجائے پند پذیر ہونے کے شانِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولنی شروع کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اگرچہ بتوں کو برا کہنا اور ان کی حقیقت کا اظہار طاعت وثواب ہے لیکن **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) اور اس کے رسول (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی شان میں کفار کی بدگوئیوں کو روکنے کے لئے اس کو منع فرمایا۔ ابنِ انباری کا قول ہے یہ حکم اوّل زمانہ میں تھا جب **اللہ** تعالیٰ نے اسلام کو قوت عطا فرمائی منسوخ ہوگیا۔''

ظاہر و باطن ایک رکھنا:

﴿46﴾......تو جس طرح لوگوں کے سامنے رہے ان کی غیر موجودگی میں بھی اسی طرح رہا کرنا کیونکہ تیرا علمی معاملہ اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتا جب تک تو اپنے ظاہر و باطن کو ایک نہ کرلے۔

عہدہ قضاء قبول کرنے یا نہ کرنے کی نصیحت:

﴿47﴾...... جب بادشاہ تمہیں کسی ایسے کام کی ذمہ داری سونپے جو تم کر سکتے ہو تو اسے اس وقت تک قبول نہ کرنا جب تک اس بات کا یقین نہ ہوجائے کہ اگر تم اس کام کی ذمہ داری قبول نہیں کرو گے تو کوئی نااہل قبول کرلے گا جس سے لوگوں کو نقصان پہنچے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی یقین ہو کہ تمہیں وہ عہدہ تمہاری علمی قابلیت کی وجہ سے دیا جارہا ہے۔

مناظرے کے متعلق نصیحت:

﴿48﴾......مجلسِ مناظرہ میں خوف اور گھبراہٹ کے ساتھ گفتگو کرنے سے بچنا کہ یہ دل میں خلل پیدا کرتا ہے اور زبان بولنے سے رُک جاتی ہے۔

مُردہ دِلی کے اسباب:

﴿49﴾......زیادہ ہنسنے سے بچنا کہ اس سے دل مردہ ہوجاتا ہے۔

﴿50﴾......عورتوں کے ساتھ زیادہ بات چیت کرنے اور ان کی ہم نشینی اختیار کرنے سے بچنا کہ یہ بھی دل کے مردہ ہونے کا سبب ہے۔

چلنے اور گفتگو کرنے کے آداب:

﴿51﴾......ہمیشہ وقار اور سکون کے ساتھ چلنا اور اپنے کاموں میں جلد بازی نہ کرنا۔

﴿52﴾...... جو تجھے پیچھے سے پکارے اسے جواب نہ دینا کہ جانوروں کو پیچھے سے آواز دی جاتی ہے۔

﴿53﴾......دورانِ گفتگو اس بات کا خیال رکھنا کہ نہ تیری آواز ضرورت سے زیادہ بلند ہو اور نہ گفتگو میں چیخ و پکار ہو۔

﴿54﴾......اطمینان و سکون کو اختیار کرنا کہ لوگوں پر تیری عظمت ثابت ہو۔

ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کثرت:

﴿55﴾...... جب تو لوگوں کے درمیان بیٹھے تو ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی کثرت کرتا کہ اُن کی بھی یہ عادت بنے۔

اَوْرَاد و وظائف کی تلقین:

﴿56﴾......نمازوں کے بعد اپنے اوراد و وظائف کے لئے مخصوص اوقات مقرر کر لو جس میں تم قرآنِ حکیم کی تلاوت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کیا کرو اور اس کی عطا کردہ

نعمتوں بالخصوص صبر کی توفیق پر اس کا شکر ادا کیا کرو۔

روزے رکھنے کی نصیحت:

﴾57﴿...... ہر مہینے میں چند دن مخصوص کر کے ان میں روزے رکھا کرو تاکہ دوسرے لوگ بھی اس میں تمہاری پیروی کریں اور اپنے لئے اتنی عبادت پر راضی نہ ہونا جتنی پر عام لوگ راضی ہو جاتے ہیں۔

محاسبۂ نفس:

﴾58﴿...... اپنے نفس کی نگرانی کرو اور دوسروں کی بھی نگرانی کرو تاکہ وہ تمہاری دُنیا و آخرت اور تمہارے علم سے نفع حاصل کریں۔

خرید و فروخت کی احتیاطیں:

﴾59﴿...... بذاتِ خود خرید و فروخت نہ کرو بلکہ کسی خیر خواہ کو مقرر کر لو جو تمہارے سارے کام انجام دے اور تم اپنے معاملات میں اس پر اعتماد کرو۔

﴾60﴿...... اپنی دنیوی زندگی اور موجودہ اعمال سے مطمئن نہ ہونا کیونکہ **اللہ** تعالیٰ تم سے ان تمام اعمال کے متعلق پُوچھ گچھ فرمائے گا۔

﴾61﴿...... اَمْرَد خُدَّام (جنہیں دیکھ کر شہوت آئے) مت خریدنا۔

﴾62﴿...... لوگوں پر ظاہر نہ کرو کہ میں بادشاہ کا قریبی ہوں اگرچہ تمہیں اس کا قرب

حاصل ہو کیونکہ ایسا کرنے سے وہ تمہارے پاس اپنی حاجات لائیں گے تاکہ تم بادشاہ کے دربار میں ان کی سفارش کرو پھر اگر تم ان کی حاجات بادشاہ کے پاس لے گئے تو بادشاہ تمہاری بے عزتی کرے گا اور اگر نہ لے گئے تو تمہارا دعویٰ قرب تمہیں لوگوں کی نگاہ میں عیب دار بنا دے گا۔

عاجزی کی نصیحت:

﴿63﴾...... اپنا شمار عام لوگوں میں کرنا لیکن اپنے علمی مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھنا۔

﴿64﴾...... برے کاموں میں ہرگز لوگوں کے پیچھے نہ چلنا بلکہ اچھے کاموں میں ان کی پیروی کرنا۔

﴿65﴾...... جب تو کسی کی برائی پر آگاہ ہو تو اس کی برائی کا ذکر دوسروں کے سامنے نہ کرنا بلکہ اس کے اندر خیر کا پہلو تلاش کرنا اور اس کا ذکر اسی خیر کے ساتھ کرنا۔ مگر دینی معاملات میں لوگوں کے سامنے اس کی برائی بیان کرنا تاکہ لوگ اس کی پیروی نہ کریں اور اس سے بچیں کیونکہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، باِذْنِ پروردگار دوعالَم کے مالک ومختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''فاجر کی برائیوں کا ذکر کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۱۰، ج۱۹، ص۴۱۸، دار احیاء التراث العربی بیروت)

معزّز لوگوں کی اصلاح کا طریقہ:

﴿66﴾...... جب تم کسی عزّت و وجاہت والے شخص میں دینی خرابی دیکھو تو اس کے جاہ و مرتبہ کا لحاظ کئے بغیر اس کی اصلاح کرو، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ضرور تمہارا اور اپنے دین کا مددگار ہوگا اور جب تم نے ایک بار بھی ایسا کر دیا تو لوگ تجھ سے ڈریں گے اور پھر کوئی بھی تمہارے سامنے اور تمہارے شہر میں بدعت ظاہر کرنے کی جرأت نہ کرے گا اور ایسے شخص پر عوام کو مسلّط کر دو تا کہ لوگ دینی جدو جہد میں تمہاری اتباع کریں۔

بادشاہ کی اصلاح کا طریقہ:

﴿67﴾...... جب تم بادشاہ کے اندر کوئی خلافِ شرع بات دیکھو تو اس کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے سامنے اس برائی کا ذکر کر دو کیونکہ اس کی طاقت وقوت تم سے زیادہ ہے، اس سے یوں کہو کہ جن باتوں میں آپ کو مجھ پر اقتدار و اختیار حاصل ہے میں ان میں آپ کا فرمانبردار ہوں لیکن آپ کے کردار میں کچھ ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو شریعت کے موافق نہیں۔ اور یہ یاد رہے کہ ایک مرتبہ نصیحت کر دینا ہی کافی ہے، بار بار بادشاہ کو نصیحت کرو گے تو اس کے درباری تمہارا اثر ورسوخ ختم کر دیں گے جس کی وجہ سے دین کو بھی نقصان پہنچے گا۔ ایک یا دو مرتبہ نصیحت کر دو تا کہ لوگ تمہاری دینی جدو جہد اور نیکی کی دعوت کے جذبے کو جان لیں۔ اس کے بعد اگر بادشاہ دوبارہ کسی

برائی کا ارتکاب کرے تو اس کے گھر میں تنہائی میں اسے اسلامی احکام پر عمل کرنے کی ترغیب دو اور اگر وہ بدعتی ہو تو اس سے مناظرہ کرو اور قرآنِ حکیم کی آیاتِ بیّنات، فرامینِ رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم میں سے جس قدر تمہیں یاد ہو اسے بیان کرکے اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرو، اگر وہ حق بات قبول کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کرو کہ وہ تمہیں ظالموں کے ظلم سے محفوظ رکھے۔

موت کو بکثرت یاد کرنے کی نصیحت:

﴿68﴾......موت کو کثرت سے یاد کرنا، اپنے اساتذہ اور اُن تمام بزرگوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا جن سے تم نے علمِ دین حاصل کیا۔

﴿69﴾......اور پابندی سے قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے رہنا۔

﴿70﴾......قبرستان، علماء ومشائخ اور مقدس مقامات کی زیارت کثرت سے کرنا۔

خوابوں کی تصدیق کرنے کی نصیحت:

﴿71﴾......عام لوگ مساجد، متبرک مقامات اور قبرستان وغیرہ میں حضور نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم اور صالحینِ امت رحمہم اللہ تعالیٰ کی زیارت کے متعلق جو خواب تم سے بیان کریں انہیں تسلیم کرلینا۔

بری صحبت سے بچنا:

﴿72﴾......خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کرنے والوں کے پاس نہ بیٹھنا، ہاں! دین اور صراطِ مستقیم کی دعوت دینے کی خاطر ان کے ساتھ بیٹھنے میں حرج نہیں۔

﴿73﴾......گالم گلوچ اور کسی پر لعنت بھیجنے سے اجتناب کرنا۔

مسجد جانے میں جلدی کرنا:

﴿74﴾......جب مؤذن اذان دے تو اس کے بعد جلدی مسجد میں حاضری کی کوشش کرنا، تاکہ عام لوگ تجھ پر سبقت نہ لے جائیں۔

﴿75﴾......بادشاہ کے پڑوس میں گھر نہ بنانا۔

﴿76﴾......اگر تو اپنے پڑوسی میں کوئی عیب دیکھے تو اس کی پردہ پوشی کر کہ یہ تیرے پاس امانت ہے اور لوگوں کے راز ظاہر کرنے سے بچ۔

مشورہ دینے کے آداب:

﴿77﴾......جب کوئی شخص تم سے مشورہ طلب کرے تو اسے اس بات کا مشورہ دو جس کے متعلق تمہیں علم ہو کہ یہ تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے قریب کر دے گی۔ اور میری اس نصیحت کو قبول کر لو، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت میں نفع پاؤ گے۔

﴿78﴾......اور بخل سے بچ کہ اس سے انسان ناپسندیدہ و رُسوا ہو جاتا ہے۔

بامُرُوَّت رہنے کی نصیحت:

﴿79﴾......لالچی، جھوٹا اور معاملات کو گڈمڈ کرنے والا نہ بننا بلکہ تمام امور میں اپنی مروت کو محفوظ رکھنا۔

﴿80﴾......اپنے تمام احوال میں سفید لباس ہی پہننا۔

اظہارِ غنا و اخفاءِ فقر کی تلقین:

﴿81﴾......دل کے غنی بن جاؤ، اپنے آپ کو دنیا میں کم رغبت رکھنے والا اور مال و دولت کی لالچ نہ کرنے والا ظاہر کرو اور خود کو ہمیشہ غنی ظاہر کرو اور محتاجی و تنگدستی کے باوجود اس کا اظہار نہ کرو۔

﴿82﴾......باہمت و حوصلہ مند بن کے رہنا کہ پست ہمت کی قدر و منزلت کم ہو جاتی ہے۔

﴿83﴾......راستے میں چلتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھنے کے بجائے ہمیشہ نگاہیں نیچی رکھنا۔

حمام میں جانے کی احتیاطیں:

﴿84﴾......جب حمام میں جانا ہو تو وہاں نہ عام لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اور نہ ہی حمام کی اُجرت میں عام لوگوں کی برابری کرنا بلکہ ان سے بڑھ کر اجرت دینا تاکہ لوگوں میں تمہاری مروت ظاہر ہو اور وہ تمہاری عزت کریں۔

کام کاج کے لئے نوکر رکھنے کی ترغیب:

﴿85﴾......اپنا مال جولاہا (یعنی کپڑا بُننے والے) اور مختلف کام کرنے والوں کے حوالے خود نہ کرنا بلکہ اس کام کے لئے کوئی ایسا بااعتماد شخص رکھنا جو یہ کام کرے۔

ٹیکس نہ لینے کی نصیحت:

﴿86﴾......اناج اور درہم و دینار پر لوگوں سے ٹیکس نہ لینا۔

﴿87﴾......دراہم کا وزن خود نہ کرنا بلکہ اس کے لئے کسی بااعتماد شخص کا انتخاب کرنا۔

﴿88﴾......اہلِ علم کے نزدیک ذلیل وحقیر دنیا کو تم بھی حقیر جاننا کیونکہ جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہے وہ اس سے بہت بہتر ہے۔

﴿89﴾......تمام معاملات کسی بااعتماد شخص کے سپرد کردینا تاکہ تم مکمل طور پر علمِ دین کی طرف متوجہ ہوسکو، اس سے تمہارے جاہ وجلال کی حفاظت رہے گی۔

علمی گفتگو کرنے کے لئے افراد کا انتخاب:

﴿90﴾......بے وقوفوں سے بات نہ کرنا، مناظرہ کے طریقہ اور دلیل کے سلیقہ سے ناواقف اہلِ علم سے بھی کلام نہ کرنا اور عزّت وشہرت کے لئے مسائلِ شرعیہ میں بحث کرنے والوں سے بھی گفتگو نہ کرنا کیونکہ ان کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ تمہیں ذلیل ورُسوا کریں اور وہ تمہاری کوئی پرواہ نہ کریں گے اگرچہ جانتے ہوں کہ تم حق پر ہو۔

بزرگوں کی بارگاہ کے آداب:

﴿91﴾......بزرگوں کے پاس جاؤ تو اس وقت تک برتری نہ چاہنا جب تک کہ وہ خود تمہیں برتری نہ دیں تاکہ تمہیں ان سے کوئی پریشانی نہ پہنچے۔

﴿92﴾......جب تم کچھ لوگوں کے ساتھ ہو تو جب تک وہ تمہیں بطورِ تعظیم آگے نہ کریں اس وقت تک ان کی امامت نہ کرانا۔

﴿93﴾......حمام جانا ہو تو دوپہر یا صبح کے وقت میں جانا اور سیر و تفریح کے مقامات کی طرف نہ جانا۔

﴿94﴾......بادشاہوں کے ظلم کی جگہوں پر ان کے پاس اس وقت تک جانے سے گُریز کرنا جب تک تمہیں یقین نہ ہو جائے کہ تمہاری حق بات مان کر وہ لوگوں پر ظلم و ستم سے باز آ جائیں گے اس لئے کہ اگر تمہاری موجودگی میں بادشاہوں نے کسی ناجائز و حرام کام کا ارتکاب کیا اور تم طاقت نہ ہونے کی وجہ سے انہیں اس ناجائز فعل سے نہ روک سکے تو لوگ تمہاری خاموشی کی وجہ سے اس فعلِ ناحق کو حق سمجھ لیں گے۔

﴿95﴾......علمی محفل میں غصہ کرنے سے بچنا۔

﴿96﴾......لوگوں کے سامنے قصے کہانیاں بیان نہ کرنا کیونکہ قصہ گو ضرور جھوٹ بولتا ہے۔

علمی محافل کے آداب واحتیاطیں:

﴿97﴾......جب تم کسی صاحبِ علم کی محفل میں شرکت کا ارادہ کرو تو دیکھ لو اگر وہ فقہ کی محفل ہو تو اس میں شرکت کر لو اور جو علم حاصل کرو وہ لوگوں کے سامنے بیان کر دو اور اگر وہ عام واعظ ہو تو اس کی محفل میں شرکت نہ کرو تاکہ تمہاری وجہ سے لوگ دھوکے میں نہ پڑیں اور اس شخص کے متعلق یہ نہ سمجھیں کہ یہ علم کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوگا اور اگر وہ فتویٰ دینے کی صلاحیت رکھتا ہو تو لوگوں کو اس کے متعلق بتاؤ اور اگر اس کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کی محفل میں نہ بیٹھنا کہ وہ تمہارے سامنے درس دے بلکہ وہاں اپنے کسی قابلِ اعتماد دوست کو بھیج دینا جو اس کے کلام کی کیفیت اور علمی مقام کے متعلق تمہیں خبر دے سکے۔

﴿98﴾......ایسوں کی محفل وعظ و ذکر میں نہ جانا جو تمہارے جاہ و مرتبہ اور تزکیہ کے ذریعے اپنی شہرت چاہتے ہوں بلکہ اپنے محلّہ کے کسی با اعتماد عام آدمی کو اپنے کسی شاگرد کے ساتھ بھیج دینا۔

﴿99﴾......خطبۂ نکاح، نمازِ جنازہ وعیدین پڑھانے کی ذمہ داری اپنے علاقے کے کسی خطیب کے سپرد کر دینا، مجھے اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھنا اور میری یہ نصیحتیں قبول

کر لینا، بلاشبہ یہ تمہاری اور تمام مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہیں۔(الأشباہ و النظائر، وصیۃ الامام اعظم لأبی یوسف رحمھما اللّٰہ تعالیٰ، ص۳۶۷ تا ۳۷۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔مناقب الامام الاعظم للموفق، الجزء الثانی، وصیۃ الامام اعظم لأبی یوسف رحمھما اللّٰہ تعالیٰ، ص۱۱۳ تا ۱۱۹، مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

(۲)......حضرتِ یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحتیں

حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن خالد سمتی بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے تکمیلِ علم کے بعد جب حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے شہر بصرہ جانے کی اجازت طلب کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''کچھ دن ٹھہرو تاکہ میں تمہیں ان ضروری امور کے متعلق وصیت کروں کہ لوگوں کے ساتھ معاملات کرنے، اہلِ علم کے مراتب پہچاننے، نفس کی اصلاح اور لوگوں کی نگہبانی کرنے، عوام وخواص کو دوست رکھنے اور عام لوگوں کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے جن کی ضرورت پڑتی ہے یہاں تک کہ جب تم علم حاصل کرکے جاؤ تو وہ وصیت تمہارے ساتھ ایسے آلہ کی طرح ہو جس کی علم کو ضرورت ہوتی ہے اور وہ علم کو مزین کرے اور اسے عیب دار ہونے سے بچائے۔''

﴿1﴾......یاد رکھو! اگر تم لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آئے تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے اگرچہ تمہارے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

﴿2﴾......جب تم لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو گے تو وہ تمہارے ماں باپ کی طرح ہوجائیں گے اگرچہ تمہارے اوران کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ نہ ہو۔

(حضرتِ سیّدُ نا یوسف بن خالد بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:) ''پھر حضرتِ سیّدُ نا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ''کچھ دن صبر کرو یہاں تک کہ میں تمہارے لئے اپنی مصروفیات سے وقت نکالوں اور اپنی توجہ کو تمہاری طرف مبذول کرلوں اور تمہیں ایسے عمدہ کاموں کی پہچان کرادوں جس کی وجہ سے تم دِلی طور پر میرے شکر گزار رہو اور نیکی کرنے کی توفیق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔'' جب وعدے کی مدت پوری ہوگئی تو حضرتِ سیّدُ نا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مصروفیات سے وقت نکالا اور ارشاد فرمایا:

﴿4﴾......آج میں تمہارے سامنے ان حقائق سے پردہ اٹھاؤں گا جنہیں بیان کرنے کا میں نے قصد کیا تھا گویا میں دیکھ رہا ہوں جب تم بصرہ میں داخل ہو کر ہمارے مخالفین کا رُخ کرو گے، ان پر اپنی برتری جتاؤ گے، اپنے علم کے سبب ان کے سامنے غرور و تکبر کرو گے، اُن سے ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا ترک کردو گے۔ تم ان کی مخالفت کرو گے اور وہ تمہاری مخالفت کریں گے، تم انہیں چھوڑ دو گے اور وہ تمہیں چھوڑ دیں گے، تم انہیں برا بھلا کہو گے اور وہ تمہیں کہیں گے، تم انہیں گمراہ کہو گے اور وہ تمہیں کہیں گے اور اس

سے میری اور تمہاری رُسوائی ہوگی۔ پس تم اُن سے دوری اختیار کرنے اور بھاگنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ مگر یہ درست رائے نہیں کیونکہ وہ عقل مند نہیں جو ان لوگوں سے تعلقات قائم نہ کر سکے جن کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا ضروری ہو یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے کوئی راہ نکال دے۔

﴿5﴾...... جب تم بصرہ میں داخل ہو گے تو لوگ تمہارے استقبال اور تمہاری زیارت کو آئیں گے، تمہارا حق پہچانیں گے تو تم ہر شخص کو اس کے مرتبے کے لحاظ سے عزت دینا، شُرَفاء کی عزت اور اہلِ علم کی تعظیم و توقیر کرنا، بڑوں کا ادب واحترام اور چھوٹوں سے پیار و محبت کرنا، عام لوگوں سے تعلق قائم کرنا، فاسق و فاجر کو ذلیل و رُسوا نہ کرنا، اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، سلطان کی اہانت کرنے سے بچنا، کسی کو بھی حقیر نہ سمجھنا، اپنے اخلاق و عادات میں کوتاہی نہ کرنا، کسی پر اپنا راز ظاہر نہ کرنا، بغیر آزمائے کسی کی صحبت پر بھروسہ نہ کرنا، کسی ذلیل و گھٹیا شخص کی تعریف نہ کرنا اور کسی ایسی چیز سے محبت نہ کرنا جو تمہارے ظاہری حال کے خلاف ہو۔

جاہلوں سے اعراض کی نصیحت:

﴿6﴾...... بے وقوف اور جاہل لوگوں سے بے تکلفی سے مت پیش آنا، ان کی کوئی دعوت یا ہدیہ قبول نہ کرنا اور ہر کام استقامت و ہمیشگی سے کرنا۔

﴿7﴾......غم خواری، صبر، برد باری، حسنِ اخلاق اور وسعتِ قلبی کو اپنے لئے لازم کر لینا، نماز میں عمدہ لباس زیبِ تن کرنا، سواری کے لئے اچھا جانور رکھنا اور خوشبو بکثرت استعمال کرنا، اپنی خلوت کے لئے کچھ وقت نکالنا جس میں اپنی ذاتی ضروریات پوری کرسکو۔

﴿8﴾......اپنے خدام کی خبر گیری کرتے رہنا، ان کی تادیب وتربیت کا خصوصی اہتمام کرنا، اس معاملے میں ان سے نرمی برتنا اور بے جا سختی نہ کرنا کہ وہ ڈھیٹ ہوجائیں، انہیں خود سزا نہ دینا تاکہ تمہارا وقار برقرار رہے، نماز کی پابندی کرنا اور غریبوں فقیروں پر صدقہ وخیرات کرتے رہنا کیونکہ بخیل شخص کبھی سردار نہیں بن سکتا۔

﴿9﴾......تمہارے پاس ایک قابلِ اعتماد شخص ہونا چاہئے جو تمہیں لوگوں کے احوال سے آگاہ کرتا رہے، جب تم کسی کی برائی پر مطلع ہوجاؤ تو اس کی اصلاح کی جلد کوئی تدبیر کرنا اور جب کسی کی خوبی سے آگاہی ہو تو اس کی طرف زیادہ توجہ اور رغبت کرنا، اس سے بھی ملتے رہو جو تم سے ملے اور جو نہ ملے اس سے بھی ملتے رہو۔ جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے اس کے ساتھ بھی بھلائی کرو اور جو برائی سے پیش آئے اس کے ساتھ بھی اچھائی سے پیش آؤ، عفوو درگزر کی عادت اپناؤ اور نیکی کا حکم دیتے رہو، فضول کاموں سے دور رہو، جو تمہیں ایذا پہنچائے اسے معاف کردو اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں جلدی کرو۔

﴿10﴾......تمہارا مسلمان بھائی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کے لئے جانا اور خادمین کے ذریعے اس کی خبر گیری بھی کرتے رہنا اور جو تمہاری محفل میں حاضر نہ ہو سکے اس کے حالات کا پتہ لگاتے رہنا، اگر کوئی تمہارے پاس آنا چھوڑ دے تو تم پھر بھی اس کے پاس جانا نہ چھوڑنا بلکہ اس سے ملاقات کرتے رہنا، جو تمہارے ساتھ بے رُخی سے پیش آئے تم اس سے صلہ رحمی سے پیش آنا، جو تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرنا، جو برائی سے پیش آئے اسے معاف کر دینا، جو تمہاری برائی بیان کرے تم اس کی خوبیاں بیان کرنا اور ان میں سے کوئی وفات پا جائے تو اس کے حقوق پورے پورے ادا کرنا اور کسی کو کوئی خوشی حاصل ہو تو اسے مبارک باد دینا، اور کوئی مصیبت پہنچے تو غم خواری کرنا اور اگر کسی کو کوئی آفت پہنچے تو اس سے ہمدردی کرنا، اگر کوئی تمہارے پاس اپنی حاجت لائے تو اس کی حاجت براری کرنا، کوئی فریاد کرے تو فریاد رسی کرنا، کوئی مدد کے لئے پکارے تو حسبِ استطاعت اس کی مدد کرنا اور لوگوں کے ساتھ خوب محبت سے پیش آنا، سلام کو عام کرنا اگر چہ گھٹیا لوگوں کو کرنا پڑے۔ جب تمہاری لوگوں کے ساتھ کوئی محفل قائم ہو جائے یا تم کسی محفل میں ان سے ملو اور مسائل میں بحث شروع کر دیں اور ان کی رائے تمہارے مؤقف کے خلاف ہو تو ان کے سامنے اپنا مؤقف ظاہر نہ کرنا، پھر اگر تم سے ان مسائل کے متعلق سوال کیا جائے تو پہلے لوگوں کو وہ مسلک بتانا جسے وہ پہلے سے جانتے ہوں، پھر کہنا کہ اس مسئلہ میں دوسرا قول بھی ہے اور وہ یہ ہے اور اس کی دلیل یہ

ہے۔پس اگر وہ تم سے اس کا حل سنیں گےتو وہ تمہاری قدر ومنزلت جانیں گے۔

﴿11﴾......اپنے پاس ہر آنے جانے والے کوایک ایسامسئلہ بتادینا جس میں وہ غور وفکر کرتا رہے اور لوگوں کو پیچیدہ مسائل میں الجھانے کے بجائے آسان عام فہم مسائل بتانا، ان سے محبت سے پیش آنااور کبھی کبھی خوش طبعی بھی کرلیا کرنا، ان سے بات چیت بھی کرتے رہنا اس سے محبت بھی بڑھے گی اور علم کے حصول پر استقامت بھی رہے گی اور کبھی کبھی انہیں کھانا بھی کھلا دیا کرنا اوران کی خطاؤں کونظر انداز کردینا۔

﴿12﴾......لوگوں کی جائز حاجات پوری کرتے رہنا، ان سے نرمی برتنا اور درگزر کرنا، کسی کے لئے تنگ دِلی اور بیزاری ظاہر نہ کرنا، ان کے ساتھ اس طرح گھُل مل جانا گویا تم انہی میں سے ہو اور عام لوگوں سے ایسا معاملہ کرنا جیسا اپنے لئے پسند کرتے ہو اور لوگوں کے لئے وہی چیز پسند کرنا جو اپنے لئے کرتے ہو، اپنے نفس پر قابو پانے کے لئے اسے خامیوں سے بچانا اور اس کے احوال کی نگہداشت کرتے رہنا، فتنہ وفساد انگیزی نہ کرنا، جو تم سے ناراض ہو جائے تم اس سے بیزار نہ ہونا اور جو تمہاری بات پوری توجہ سے سنے تم بھی اس کی بات غور سے سننا۔

﴿13﴾......لوگ تمہیں جس کام کی تکلیف نہ دیں تم بھی انہیں اس کام کی تکلیف نہ دو اور وہ اپنے لئے جس حالت پر راضی ہوں تم بھی ان کے لئے اس حالت پر راضی ہو جاؤ۔

﴿14﴾......لوگوں کے متعلق حسنِ نیت کو مقدم رکھنا، سچائی اختیار کرنا اور تکبر کو ایک

طرف پھینک دینا، دھوکا دہی سے بچنا اگر چہ وہ تمہیں دھوکا دیں، لوگوں کی امانتیں پوری پوری ادا کرنا اگر چہ وہ تمہارے ساتھ خیانت کریں، وعدہ وفائی اور دوستی کو پورا کرنا، تقویٰ اختیار کرنا اور دیگر مذاہب کے لوگوں سے ان کے مذہب کے مطابق سلوک کرنا۔

(آخر میں حضرتِ سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:)

﴿15﴾......اگر تم میری اس وصیت کو مضبوطی سے تھام لوگے تو میں تمہاری سلامتی کی امید رکھتا ہوں۔'' پھر فرمایا: ''تمہاری جدائی مجھے غم زدہ کردے گی، تمہاری پہچان مجھے تنہائی میں اُنس دیتی تھی، اب بذریعۂ خط وکتابت مجھ سے رابطہ برقرار رکھنا۔ تم ایسے ہو جاؤ گویا تم میرے بیٹے اور میں تمہارا باپ۔'' (مناقبِ امامِ اعظم، الجزء الثانی، شروع فی الوصیة لیوسف بن خالد السمتی رضی اللّٰہ عنہ، ص۱۰۶تا۱۰۹)

(۳)......حضرتِ حماد رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحتیں

(حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرتِ سیِّدُنا حماد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:) اے میرے بیٹے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے ہدایت دے اور تیری مدد فرمائے۔ میں تجھے چند باتوں کی نصیحت کرتا ہوں، اگر تم نے انہیں یاد رکھا اور ان پر عمل کیا تو مجھے اُمید ہے کہ دُنیا و آخرت میں سعادت مند رہو گے۔ (اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ)

﴿1﴾......پہلی بات یہ ہے کہ ''تقویٰ یوں اختیار کرنا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے

ہوئے اپنے اعضاء کو گناہوں سے بچانا اور خالصتاً اس کی بندگی کرتے ہوئے اس کے احکام پر پوری طرح کاربند رہنا۔

﴿2﴾......جس چیز کے جاننے کی تمہیں ضرورت ہو اس کے جاننے سے جاہل نہ رہنا۔

﴿3﴾......اپنی کسی دینی یا دنیوی حاجت کے بغیر کسی سے تعلقات قائم نہ کرنا۔

﴿4﴾......اپنی ذات سے دوسروں کو انصاف دلانا اور بغیر مجبوری کے کسی سے اپنی ذات کے لئے انصاف کا مطالبہ نہ کرنا۔

﴿5﴾......کسی مسلمان یا ذمی (یعنی مسلمانوں کے ملک میں رہنے والے کافر) سے دشمنی نہ کرنا۔

﴿6﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ مال و عزت پر قناعت اختیار کرنا۔

﴿7﴾......اپنے پاس موجود مال میں حسنِ تدبیر (یعنی کفایت شعاری) سے کام لینا اور لوگوں سے بے نیاز ہو جانا۔

﴿8﴾......اپنے اوپر لوگوں کی نظر کو کم تر خیال نہ کرنا۔

﴿9﴾......فضول فکروں سے اپنے آپ کو بچانا۔

﴿10﴾......لوگوں سے ملاقات کرتے وقت سلام میں پہل کرنا، خوش اخلاقی سے گفتگو کرنا، اچھے لوگوں سے اظہارِ محبت کرتے ہوئے ملاقات کرنا اور بُروں سے بھی نرمی کا برتاؤ کرنا۔

﴿11﴾......ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور درود و سلام کی کثرت کرنا۔

دعائے سیِّدُ الاستغفار اور اس کی فضیلت:

﴿12﴾......دعائے سیِّد الاستغفار میں مشغول رہنا اور وہ یہ ہے:

''اَللّٰھُمَّ اَنتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ، خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَّی وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.''

یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک ہوسکا تیرے عہد وپیمان پر قائم ہوں، اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، تیری عطا کردہ نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میری مغفرت فرما، گناہوں کو بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔

اس کی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص ان کلمات کو شام کے وقت پڑھے پھر اسی رات مرجائے تو جنت میں جائے گا اور صبح کو پڑھے پھر اسی دن مرجائے تو جنت میں داخل ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا اصبح، الحدیث ۶۳۲۳، ص ۵۳۲)

مصیبت سے بچنے کا وظیفہ:

حضرتِ سیِّدُنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر جل گیا ہے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اُن کلمات کی برکت سے نہیں جل سکتا جو میں نے نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے سُنے

ہیں۔ چنانچہ، (آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:) جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے گا تو شام تک اسے کوئی مصیبت نہ پہنچے گی اور جو شام کے وقت پڑھے گا تو صبح تک اسے کوئی مصیبت نہ پہنچے گی اور وہ کلمات یہ ہیں:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَآءْ لَمْ یَکُنْ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ. اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْماً، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّۃٍ، اَنْتَ اٰخِذٌ م بِنَاصِیَتِھَا، اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ."

ترجمہ: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے تجھی پر بھروسا کیا اور تو ہی عرشِ عظیم کا مالک ہے، جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا، نیکی کی قوت اور گناہ سے بچنے کی قدرت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی توفیق سے ہی ہے جو بلند رتبہ وعظمت والا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سب کچھ کرسکتا ہے اور اس کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ اے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں اپنے نفس کے شر سے، ہر شریر کے شر سے اور ہر اس چوپائے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السُّنِّی، مایقول اذا اصبح، الحدیث ۵۷، ص ۲۷، دار الکتاب العربی بیروت)

﴿13﴾......روزانہ پابندی کے ساتھ قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی تلاوت کرنا اور اس کا ثواب حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، اپنے والدین، اساتذۂ کرام اور تمام مسلمانوں کو پہنچانا۔

﴿14﴾......اپنے دشمنوں سے زیادہ دوستوں کے شر سے بچنا اس لئے کہ لوگوں کی عادات میں بکثرت خرابیاں واقع ہوگئی ہیں، اب تمہارے دشمن تمہارے دوستوں کے ذریعے سے ہی تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

﴿15﴾......اپنا راز، مال ودولت، (اختلافِ رائے کی صورت میں) اپنا مؤقف اور آنے جانے کے اوقات کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔

﴿16﴾......اپنے پڑوسیوں کے ساتھ بھلائی کرنا اور ان کی تکالیف پر صبر کرنا۔

﴿17﴾......مذہبِ مہذّب **اہلسنّت وجماعت** پر مضبوطی سے کاربند رہنا، جاہلوں اور بدمذہبوں کی صحبت سے اجتناب کرنا۔

﴿18﴾......اپنے تمام معاملات میں نیت اچھی رکھنا اور ہر حال میں رزقِ حلال کے لئے کوشاں رہنا۔

پانچ لاکھ میں سے پانچ احادیث کا انتخاب:

﴿19﴾......اِن پانچ فرامینِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر عمل کرنا جنہیں میں نے پانچ لاکھ احادیث میں سے منتخب کیا ہے۔

(۱)......اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی......الخ، الحدیث ۱، ص ۱، دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض)

(۲)......انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول باتیں چھوڑ دے۔

(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ، الحدیث ۲۳۱۷، ص ۱۸۸۵، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)

(۳)......تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ مایحب لنفسہ، الحدیث ۱۳، ص ۳)

(۴)......بے شک حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کے متعلق بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ جو مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنی عزت اور اپنا دین بچالیا اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑا وہ حرام میں مبتلا ہوا۔ وہ اس چرواہے کی مانند ہے جو چراگاہ کے قریب اپنا ریوڑ چراتا ہے، اس کے چراگاہ میں چلے جانے کا اندیشہ ہے۔ سن لو! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ خبردار! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب وہ

سنور جائے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ (لوتھڑا) دل ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینه، الحدیث ۵۲، ص۶)

(۵)......مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، الحدیث ۱۰، ص۳)

﴿20﴾......تندرستی کی حالت میں خوف وامید کے درمیان رہنا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر حسنِ ظن رکھتے ہوئے مرنا، اور قلبِ سلیم کے ساتھ اُمیدِ مغفرت کا غلبہ ہو، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

(۴)......نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحتیں

عہدۂ قضاء کے متعلق نصیحتیں:

حضرتِ سیِّدُنا نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث کے معانی پوچھا کرتا تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھی طرح ان کی وضاحت فرما دیتے تھے۔ اسی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیچیدہ مسائل بھی دریافت کیا کرتا تھا اور میرے سوالات عام طور پر قضا اور احکام کے

متعلق ہوتے تھے۔ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اے نوح! تم قضاء کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے۔'' چنانچہ، اپنے شہر ''مَرْو'' لوٹنے کے چند دن بعد قضاء کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈال دی گئی۔اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیات تھے۔میں نے خط کے ذریعے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات سے آگاہ کیا اور (مجبوراً عہدہ قبول کرنے کا) عذر بھی لکھا جس کے جواب میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے خط لکھا، اس میں فرمایا:

امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب

ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے ابوعصمہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نام:

﴿1﴾......تمہارا خط مجھے موصول ہوا اور اس میں درج تمام باتوں سے آگاہی ہوئی۔ (یادرکھو!) تمہیں ایک بہت بھاری ذمہ داری سونپی گئی ہے جس کو پورا کرنے سے بڑے بڑے لوگ عاجز آجاتے ہیں۔اس وقت تمہاری حالت ایک ڈوبتے شخص کی مانند ہے، لہٰذا اپنے نفس کے لئے نکلنے کا راستہ تلاش کرو اور تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ تمام امور کو درست رکھتا اور آخرت میں نجات پانے اور ہر مصیبت سے چھٹکارا پانے کا وسیلہ ہے اور اس کے ذریعے تم اچھے انجام کو پالو گے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارے تمام کاموں کا انجام اچھا فرمائے اور ہمیں اپنی رضا والے کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین) بلاشبہ وہ سننے والا، قریب ہے۔

﴿2﴾......اے **ابو عصمہ! یادرکھو!** فیصلوں کے ابواب بہت بڑا عالم ہی جان سکتا ہے جو علم کے اصول یعنی قرآن وحدیث اورفرامینِ صحابہ علیہم الرضوان پر اچھی نظر رکھتا ہو اور صاحبِ بصیرت (یعنی صحیح رائے والا) ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی احکام نافذ کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہو۔ جب تمہیں کسی مسئلہ میں اشکال پیدا ہو تو قرآن وسنت اوراجماع کی طرف رجوع کرنا اگراس کا حل ان اصول (یعنی کتاب وسنت اوراجماع) میں واضح طور پر مل جائے تو اس پرعمل کرنا اور اگر صراحۃً نہ ملے تو اس کی نظائر تلاش کر کے ان پر اصول سے استدلال کرنا۔ پھر اس رائے پرعمل کرنا جو اصول کے زیادہ قریب اوراس کے زیادہ مشابہ ہو۔اوراس کے متعلق اہلِ علم اورصاحبِ بصیرت لوگوں سے مشورہ بھی کرتے رہنا۔**اِنْ شَاءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو فقہ میں ایسی سمجھ بوجھ رکھتے ہوں گے جو تم نہیں رکھتے۔

﴿3﴾......اے **ابوعصمہ!** جب دونوں مخالف فریق (یعنی مُدَّعی اور مُدَّعا علیہ) فیصلہ کرانے تمہاری عدالت میں حاضر ہوں تو کمزوراور طاقت ور، شریف اور ذلیل کو اپنی مجلس میں بٹھانے، ان کی بات سننے اوران سے بات چیت کرنے میں یکساں سلوک کرنا اورتمہاری طرف سے کوئی ایسی بات نہ ظاہر ہو کہ شریف آدمی ناحق ہونے کے باوجود اپنی شرافت کے بَل بُوتے پرتم سے اُمید لگا بیٹھے اور ذلیل اپنے گھٹیاپَن کی وجہ

سے حق پر ہونے کے باوجود حق کے معاملے میں تم سے مایوس ہو جائے۔

﴿4﴾......اے **ابوعصمہ**! جب دونوں فریق بیٹھ جائیں تو انہیں اطمینان وسکون سے بیٹھنے دینا تا کہ ان سے خوف اور (عدالت میں آنے کی) شرمندگی دور ہو جائے۔ پھر ان کے ساتھ نرمی و ہمدردی کے لہجے میں بات چیت کرتے ہوئے انہیں اپنی بات سمجھانا اور ان میں سے ہر ایک کی بات پوری توجہ سے سننا۔ جو کچھ وہ کہنا چاہتے ہوں کہنے دینا اور جب تک وہ اپنا اپنا مؤقف نہ بیان کر لیں اس وقت تک فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ فضول بحث میں پڑیں تو انہیں اس سے روک دینا اور انہیں سمجھا دینا (کہ اس بات کا اصل معاملے سے کوئی تعلق نہیں) اور بیزاری، غصہ یا رنج وغم کی حالت میں اور پیشاب اور بھوک کی شدت کے وقت بھی کوئی فیصلہ نہ کرنا۔

﴿5﴾......اس وقت فیصلہ نہ کرنا جب تمہارا دل کسی اور چیز میں مشغول ہو بلکہ ایسے وقت فیصلہ کرنا جب تمہارا دل دیگر فکروں سے خالی ہو۔

﴿6﴾......رشتہ داروں میں جدائی کا فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرنا بلکہ انہیں بار بار اکٹھے بٹھانا (اور ان کے معاملے کو سلجھانا) شاید! وہ آپس میں صلح کر لیں۔ پھر اگر وہ صلح کر لیتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کے درمیان فیصلہ کر دینا۔ اور کسی کے خلاف اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک پوری طرح وہ چیزیں واضح نہ ہو جائیں جو اس پر الزام ثابت کرتی ہوں۔

﴿7﴾......کسی گواہ کو (کسی دلیل کی) تلقین نہ کرنا، نہ مجلسِ قضاء میں کسی کو کوئی اشارہ کرنا اور نہ ہی قضاء کے امور اپنے کسی قرابت دار کے سپرد کرنا۔

﴿8﴾......کسی کی دعوت قبول نہ کرنا ورنہ تجھے تہمت لگے گی۔

﴿9﴾......عدالت میں کسی سے (غیر ضروری) بات چیت نہ کرنا۔

﴿10﴾......خوفِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کو ہر چیز پر فوقیت دینا کہ یہ بات تمہیں دنیا و آخرت کے معاملات میں کافی ہوگی اور اس کی برکت سے غلط فیصلہ کرنے سے سلامتی نصیب ہوگی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اور تمہیں پاکیزہ زندگی اور آخرت میں باعزت مقام عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

(مناقبِ امامِ اعظم، الجزء الثانی، کتاب الامام الٰی ابی عصمۃ نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ تعالی علیہ، ص ۱۱۰-۱۱۱)



اکابر تلامذہ کو نصیحتیں

حضرتِ سیِّدُنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں: ''ایک دن بارش ہو رہی تھی، ہم سب حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر تھے۔

حاضرین میں حضرتِ داوٗد طائی، حضرتِ عافیہ اودی، حضرتِ قاسم بن معن مسعودی، حضرتِ حفص بن غیاث نخعی، حضرتِ وکیع بن جراح، حضرتِ مالک بن مغول، حضرتِ زفر بن ہُذَیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ شامل تھے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

﴿1﴾...... تمہیں دیکھ کر میرا دل خوش ہوتا اور غم دُور ہوتے ہیں۔ میں نے تمہارے لئے فقہ کو زِین اور لگام دی ہے کہ جب چاہو سواری کرو اور تمہاری ایسی علمی و عملی تربیت کی ہے کہ لوگ تمہاری پیروی کریں گے، تمہارے الفاظ تلاش کریں گے۔ میں نے لوگوں کی گردنیں تمہارے آگے جھکا دی ہیں۔ تم میں سے ہر ایک قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور دس تو ایسے ہیں کہ وہ قاضیوں کی رہنمائی کرسکتے ہیں۔ میں تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کی عطا کردہ علمی جلالت کا واسطہ دیتا ہوں کہ علمِ دین کو دُنیوی حکومت اور مال و دولت کے حصول کا ذریعہ بنا کر اس کی قدر و قیمت کو کم نہ کردینا۔

قاضیوں کے لئے ہدایات:

﴿2﴾...... اگر تم میں سے کسی پر قضاء کی ذمہ داری آن پڑے اور اپنے اندر کوئی ایسی خامی پائے جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لوگوں سے چھپا رکھا ہو تو اس کا قاضی بننا اور اِس کی تنخواہ لینا جائز نہیں اور اگر تم میں سے کسی کو ضرورتاً قاضی بننا پڑے تو اپنے اور لوگوں کے درمیان

حجاب (یعنی رکاوٹیں) حائل نہ کرے۔ پانچوں نمازیں جامع مسجد میں ادا کرے اور ہر نماز کے بعد یہ اعلان کرے: ''کسی کو کوئی حاجت ہو تو مجھ سے ملاقات کرے۔'' قاضی کو چاہئے کہ نمازِ عشاء کے بعد بھی تین مرتبہ یہی صدا لگائے پھر اپنے گھر جائے۔

﴿3﴾......اگر کوئی قاضی بیماری کی وجہ سے اپنی ذمہ داری پوری نہ کر سکے تو حساب لگا کر اپنی تنخواہ سے اتنے دن کی کٹوتی کروائے۔

﴿4﴾......اگر امام نے خیانت کی یا فیصلہ کرنے میں ظلم وزیادتی کا مرتکب ہوا تو اس کی امامت باطل (یعنی ختم) ہو جائے گی اور اس کا فیصلہ کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور اگر وہ اعلانیہ گناہ کا مرتکب ہو تو اس سے قریب ترین قاضی اس پر حد جاری کرے۔



تَمَّتْ بِالْخَیْر